ابن الہیثم
مصنف کی حیثیت سے

احمد خان، ایم اے، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد۔

اس مقالے میں ابن الہیثم کی زندگی بحیثیت ایک مصنف اور علم دوست کے پیش کرنے کی
، کی گئی ہے۔ یعنی ابن الہیثم نے کیوں لکھا؟ کیا لکھا اور اب اس کی تحریرات کا وجود کہاں ہے اور
کل میں ہے۔ اس عظیم سائنس دان کی زندگی کا یہ گوشہ اس امر کا متقاضی تھا کہ اس پر کچھ لکھا
، مگر جہاں تک ہمیں علم ہے، کسی شخص نے اس طرف پوری توجہ نہیں دی۔

تالیفی زندگی | جب کسی شخص کے علمی مقام کے بارے میں رائے قائم کرنا مقصود ہو تو سب
پہلے جن امور کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے ان میں اس کا عہد بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ کوئی شخص خواہ
سی علم کا حامل ہو، جب تک اس کے عہد کے بارے میں پورا علم نہ ہو جائے (۳)، کی شخصیت کا حق
ح نہیں ہو سکتی۔ اس دور کا خیال نہ رہے تو زیرِ نظر شخص کی زندگی اچانک ایک انمل بے جوڑ سی
رگی نظر آتی ہے جو قاری پر صاحب موصوف کے بارے میں غلط اور بے بنیاد شبہات پیدا کر دیتی
ے۔ اسی خدشے کے پیشِ نظر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جس ماحول میں ابن الہیثم نے جنم لیا ہے اس کا
ازکم علمی اعتبار سے مختصر سا جائزہ لیا جائے تاکہ ابن الہیثم کے کارناموں کی صحیح صورت واضح ہو سکے۔

تیسری صدی ہجری کے نصف اوّل تک دنیا کی مہذب اقوام کے علوم ترجمہ ہو کر مسلمانوں میں عام
ہو چکے تھے۔ یونانی علوم عقلیہ کو منتقل کرنے کے بعد علماء پر اس کے ردعمل یا موافقت کے آثار
مختلف تحریکات کی شکل میں ظاہر ہو چکے تھے۔ یونانی علوم نے مسلم علماء کی افقِ نظر کو نہ صرف وسیع
کر دیا تھا بلکہ وہ ان علوم کی شرح و ردّ اور ان پر اضافے بھی کر رہے تھے۔ یہ حال صرف فلسفہ تک
ہی محدود نہ تھا بلکہ مسلمان جغرافیہ، ارضیات، علم ہیئت، ریاضیات، انجینئرنگ اور دیگر مفید
علوم اخذ کرنے کے بعد ان پر اپنی طرف سے گرانقدر معلومات کا اضافہ کر رہے تھے۔ سائنسی علوم

یہاں علماء پوری توجہ سے کام کر رہے تھے بلکہ ان علوم کی طرف حکام وقت بھی توجہ صرف کر رہے تھے۔ بغداد اس وقت کے علماء کا مرکز تھا۔ یہاں سے علوم و فنون کے سرچشمے پھوٹ رہے تھے۔ اسی مرکز قریب بصرہ میں الحسن بن الحسن بن الہیثم ۳۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔

ابن الہیثم کے والدین کی علمی خدمات کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں۔ اسی طرح ابن کی ابتدائی زندگی بھی ہماری نظروں سے اوجھل ہے۔ یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ ابن الہیثم کے پر کن کن اساتذہ کی چھاپ ہے، اُسے مروّج سائنسی علوم کی طرف کسی نے رغبت دلائی یا وہ از طرف متوجہ ہوئے؟۔ بصرہ اتنا بڑا علمی مرکز تو نہ تھا کہ یہاں کی علمی فضا سے متاثر ہو کر ابن ا علمی میدان کی طرف آیا ہو۔ نہ اس عہد میں وہاں سائنسی علوم کا کوئی ماہر موجود تھا جس سے متاثر ابن الہیثم نے ان علوم کے حصول کی ٹھانی ہو۔ تاہم اتنا ضرور اعتراف کرنا پڑے گا کہ اس وقت مجمو سے امتِ مسلمہ مسلسل عروج پر تھی اور اس دَور میں مسلمان علماء کا ان علوم کی طرف خود بخود کھنچ آنا ا فطری عمل تھا۔

ابن الہیثم کی زندگی کا آغاز اپنے ماحول کے علماء سے مختلف نہ تھا۔ حصول تفہیم علوم الاوائل کی کتابوں کی تلخیص اور مغلق مقامات کی تشریح وغیرہ کا مشغلہ عام تھا۔ او کو اس مرحلہ سے گزرنا ہوتا تھا۔ اس طرح ارسطو، اقلیدس، جالینوس اور دیگر یونانی علماء کی مختلف پر بے شمار شرحیں لکھی گئیں۔ ابن الہیثم نے بھی یونانی علماء کی تصانیف پر شروح لکھی ہیں۔ ان تو نہیں البتہ کچھ ابن الہیثم کے اسی ابتدائی دَور کی نشانیاں ہیں۔

ابن الہیثم جب بصرہ میں تھے تو ان کے میلان طبع اور علوم و حکمت سے دلچسپی کے بارے ابی اصیبعہ لکھتا ہے:

۱؎ یہ خوش قسمتی ہے کہ ابن الہیثم کا ایک رسالہ جو ان کی زندگی اور تصانیف پر کافی روشنی ڈالتا ہے دست بردِ زمانہ سے محفوظ ہے۔ یہ رسالہ صاحب طبقات الاطباء ابن ابی اصیبعہ کو کہیں سے ما اس نے اسے ابن الہیثم کے حالات کے ضمن میں من و عن نقل کر دیا ہے۔ ابن الہیثم کی زندگی معلومات کے مآخذ میں ہم نے اس رسالہ کو سرفہرست رکھا ہے۔

نت نفسہ تمیل إلی الفضائل والحکمۃ والنظر فیھا ویشتھی ان یتجرد عن الشواغل
عہ من النظر فی العلم ؀۲

۔ ے لڑکوں کی طرح ابن الہیثم نے لڑکپن کھیل کود میں نہیں گزارا بلکہ وہ شروع ہی سے علم
راغب تھا۔ یہاں تک کہ وہ حصولِ علم میں پوری طرح منہمک ہو گیا اور اُس کی حالت جنونیوں
ہو گئی تھی۔ ؀۳

رچہ بصرہ میں ابن الہیثم بعض حکام کے ہاں کاتب کے عہدے پر فائز رہا تاہم یہ مشغولیت
، کی طبعی خواہش ــ طلب علم کے آڑے نہ آ سکی، گو بعد میں اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے
ے اس عہدے کو خیر باد کہا اور تحصیلِ علم اور تصنیف وغیرہ کے لئے آزاد ہو گیا۔ طلب علم
ے اس نے متعدد سفر کئے۔ اہواز تو کسبِ معاش کی غرض سے گیا مگر بغداد میں حصولِ علم کی خاطر
حاضر ہوا۔ ؀۴

حصولِ علم میں امید و بیم کے جن مختلف مراحل سے ابن الہیثم گزرا، ان پر اس کی مندرجہ ذیل عبارت
، ڈال رہی ہے:

انی لم ازل منذ عہد الصبا مرتابا فی اعتقادات الناس المختلفۃ وتمسک کل فرقۃ منھم بما
ندہ من الرأی فکنت متشککا فی جمیعہ موقنا بأن الحق واحد وإن الاختلاف فیہ إنما
من جھۃ السلوک، فلما کملت لإدراک الامور العقلیۃ انقطعت الی طلب معدن الحق
جھت رغبتی وحرصی الی ادراک ما بہ تنکشف تمویھات الظنون وتنقشع غیابات
شک المفتون وبعثت عزیمتی الی تحصیل الرأی المقرب الی اللہ جل ثناؤہ۔ ؀۵

جن اختلافات کا ذکر ابن الہیثم نے کیا ہے وہ صرف مذہبی اعتقادات تک ہی محدود نہ تھے بلکہ فلسفہ،

۲۔ ابن ابی اصیبعہ: طبقات الاطباء۔ ط بیروت ۱۹۵۷ء ج ۳ ص ۱۴۹۔

۳۔ طبقات الاطباء۔ ص ۱۴۹۔

۔ الاسلام والعرب مترجم منیر البعلبکی ط بیروت ۱۹۶۲ء ص ۲۳۸۔

۵۔ طبقات الاطباء۔ ص ۱۵۱۔

سائنس اور دیگر علوم پر بھی مشتمل تھے۔ بچپن ہی سے ابن الہیثم ان اختلافات اور عوام کی غیر پختہ معلومات سے بے زار ہو چکا تھا، اور اپنا پورا وقت طلب علم میں صرف کرنے لگا تھا۔ اپنی زندگی کو جالینوس کی زندگی سے متماثل کرتے ہوئے لکھتا ہے؛

لستُ أعلم کیف تهیأ لی منذ صبای ...... انی ازدریتُ عوام الناس واستخففت بهم، ولم ألتفت إلیهم واشتهیت ایثار الحق وطلب العلم۔ [6]

پھر وہ اس طلب علم کے لئے میدان تشکک واختلاف میں بھٹکتے پھرے اور ان پر یقین و ثبات کی راہیں گم رہیں، فرماتے ہیں؛

فخضت لذلک فی ضروب الآراء والاعتقادات وانواع علوم الدیانات۔ فلم أحظ من شیئ منها بطائل ولا عرفت منهجاً ولا إلی الرأی الیقینی مسلکاً مجدداً۔ [7]

برسوں حیرانی کے اس دور میں ہاتھ ٹوئیاں مارنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچ کر؛

إننی لا أصل إلی الحق إلا من آراء یکون عندها الأمور الحسیة وصورتها الأمور العقلیة۔ [8]

اس حقیقت کے منکشف ہو جانے کے بعد انہیں یہ بھی علم ہوا کہ ارسطو نے یہ دونوں اُمور علم منطق، طبیعیات اور الٰہیات میں پوری طرح واضح کر دیئے ہیں۔ یہی فلسفہ ہے اور یہی اس کی حقیقت [9] جب حیرانی سے نکلنے کی ایک صورت نظر آئی تو وہ علوم فلسفہ کی طرف پوری شدت سے متوجہ ہوئے، کہتے ہیں؛

فلما تبینت ذلک افرغت وسعی فی طلب علوم الفلسفه۔ [10]

شاید آپ موجودہ دور میں فلسفہ کی اصطلاح سے چونک جائیں مگر اس کی تشریح خود انہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں؛

وهی ثلاثة علوم؛ ریاضیة وطبیعة وإلهیة۔ [11]

یعنی ان کے نزدیک فلسفہ علوم ریاضیات، طبیعیات اور علوم الٰہیات سے بحث کرتا ہے۔

۶۔ طبقات الاطباء۔ ص ۱۵۱۔ (۷) ایضاً (۸) ایضاً۔

۹۔ طبقات الاطباء ص ۱۵۲۔ (۱۰) طبقات الاطباء ص ۱۵۳۔ (۱۱) ایضاً۔

ابن الہیثم نے ان تینوں علوم کا باقاعدہ مطالعہ کیا۔ نہ صرف ان کے اصول و مبادی سے لے کر ان
عات تک رسائی حاصل کی بلکہ ان کے احکام کے ہر نشیب و فراز سے مکمل واقفیت حاصل کی، دیکھئے
رح تیقن کے ساتھ لکھتا ہے:

فتعلقتُ من ھذہ الاُمور الثلاثۃ بالاصول والمبادیٔ التی ملکتُ بھا فروعھا و
توثلتُ باُحکامھا من حیث انخفاضھا وعلوّھا۔ [12]

پھر تمام عمر اپنی وسعت بھر انہی تین اُمور کی شرح، تلخیص اور اختصار میں گزار دی۔
انہوں نے زندگی بھر کا جو سرمایہ چھوڑا ہے وہ بے مقصد نہ تھا۔ ان کی زندگی دیگر اہلِ علم کی طرح
مقصد تھی۔ چنانچہ وہ اس علمی سرمایہ سے تین مقاصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ مناسب ہوگا کہ ان
کے اپنے ہی کلمات میں وہ مقاصد بیان کئے جائیں، لکھتے ہیں:

واُنا ما مدّتْ لی الحیاۃ باذل جھدی فی مستفرغ قوتی فی مثل ذلک توخیاً بہ اُموراً
ثلاثۃ؛ اُحدھا: افادۃ من یطلب الحق و یؤثرہ فی حیاتی و بعد مماتی۔ والآخر:
انی جعلت ذلک ارتیاضاً لی بھذہ الامور فی اثبات ما تصورہ واُتقنہ فکری من
تلک العلوم۔ والثالث: انی صیرتہ ذخیرۃ وعدّۃ لزمان الشیخوخۃ واُوان الھرم۔ [13]

یعنی وہ اپنی زندگی صرف ان تین مقاصد کے حصول کی خاطر صرف کرنا چاہتے تھے:

۱۔ تاکہ میری زندگی، میرے بعد طالبِ حق اور اسے ترجیح دینے والے کے لئے مفید ثابت ہو،

۲۔ یہ کچھ میں نے ان علوم کے ثابت کرنے کی سعی کی ہے جنہیں میری فکر نے سوچا اور ان میں کمال
حاصل کیا۔

۳۔ اس سرمائے کو میں نے بڑھاپے میں بطور زادِ راہ تیار کیا ہے۔

انگریزی مثل ہے کہ نصیحت صاحبِ فہم و ذکاء کو کریں تو وہ ذہین تر ہو جائیگا۔ بالکل اسی کلیہ

۱۲۔ طبقات الاطباء ص ۱۵۳۔

۱۳۔ طبقات الاطباء ص ۱۵۴۔

[redacted]

کے مطابق ابن الہیثم نے بھی اپنی تالیفات کو عام لوگوں سے الگ رکھنے کی کوشش کی تھی۔ اور انھیں صرف اعلیٰ درجہ کے عقلاء تک پہنچانے کے خواہش مند تھے جن میں ہزاروں انسانوں کی عقل ہو۔ اپنی اس خواہش کو جالینوس کے قول سے متماثل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لیس خطابی فی هذا الکتاب لجمیع الناس بل خطابی لرجل منهم یوازی ألوف رجال بل عشرات ألوف رجال ۔ [۱۴]

ابن الہیثم یہ بات اس لئے نہیں کہتے تھے کہ انھیں عوام سے نفرت تھی یا وہ انھیں کالانعام سمجھتے تھے بلکہ اس لئے کہ ابن الہیثم کے نظریئے کے مطابق ادراک حق اکثریت کے بس کا روگ نہیں:

إذ کان الحق لیس هو بأن یدرکه الکثیر من الناس لکن هو بأن یدرکه الفهم الفاضل منهم ۔ [۱۵]

دوسرے عبقریوں کی طرح ابن الہیثم کو بھی یہ شکایت تھی کہ زمانے نے انھیں کماحقہ نہیں سمجھا۔ نہ ان کے شایانِ شان عزت کی۔ اس بارے میں ابن الہیثم کسی حد تک حق پر ہیں اس لئے کہ جن علوم میں ابن الہیثم نے لکھا ہے اس میں ان کی حیثیت ایک پیشرو کی سی ہے۔ چنانچہ اس وقت کے عام علماء کی علمی سطح ان کے کارناموں کے سمجھنے سے کسی حد تک قاصر تھی۔ اعلیٰ ذہنی استعداد اور ہزاروں انسانوں کے برابر ہونے کی شرط اس لئے لگائی کہ:

لیعرفوا رتبتی فی هذه العلوم، ویتحققوا منزلتی من ایثار الحق جلّ وعلا من طلب القربة إلی الله فی ادراک العلوم المعارف النفسیة ۔ [۱۶]

ابن الہیثم ان علوم کے ایک ہی ثمرہ سے ... تھے اور وہ تھا حق کا علم اور تمام امور میں عدل کا لحاظ۔ چنانچہ کہتے ہیں:

فإن ثمرة هذه العلوم هو علم الحق والعمل بالعدل فی جمیع الامور الدنیویة ۔ [۱۷]

اس علم دوست انسان نے اپنی ساری زندگی انہی علوم کی خدمت میں صرف کر دی۔ یہ اپنی

۱۴۔ طبقات الاطباء ص ۱۵۹۔ ۱۵ ۔ طبقات الاطباء ص ۱۵۹

۱۶ ۔ ایضاً ۔ ۱۷ ۔ ایضاً ۔

ثابت کے ذریعہ ہی قائم رکھتا تھا۔ ابن ابی اصیبعہ لکھتا ہے:

والمتوسطات و ... وهي اقليدس ... فی ضمن اشتغاله ... ثلاثة کتب ... ینسخ فی مدة سنة
ویستکملها فی مدة السنة فاذا شرع فی نسخها جاءه من یعطیه فیها مائة و
ینارا مصریة . ویجعلها مؤونتا لسنة ۔[18]

مشق کتابت کے سبب اس کا خط بہت اچھا تھا۔[19]

امر ابن الہیثم کی آفاقیت اور حق پروری پر دلالت کرتا ہے کہ اس میں بے جا تعصب اور مسلمانوں
طرفداری ... نہ تھی۔ یحییٰ النحوی نے ارسطو اور دیگر علماء کے اقوال دربارۂ ہمارد
محض تعصب کی بنا پر تنقیص کی تھی۔ مگر ابن الہیثم نے یحییٰ النحوی کے اقوال کو مدلل نہ پایا
ارسطو وغیرہ کے دفاع میں یحییٰ النحوی کے رسالہ کا رد لکھا۔[20]

ابن الہیثم عالم کی زندگی کے قائل تھے۔ جہالت کی زندگی کو بے قیمت بلکہ موت تصور کرتے تھے۔
صانیف کے گننے کے بعد کہتے ہیں کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے یہ علوم الاوائل کا اختصار ہے۔
سے میرا مقصد تو ان فضلاء اور حکماء کی صف میں شمولیت تھا جو یہ کہتے ہیں:

رُبّ مَیت قد صار بالعلم حیّا | ومبقی قد مات جهلا وغیّا
فاقتنوا العلم کیٔ تنالوا خلودا | لا تعُدّوا البقاء فی الجهل شیٔا

یعنی بہت سے مرنے والے اپنے علمی کارناموں کی وجہ سے زندہ رہتے ہیں اور بہت سے زندہ جہالت
گمراہی میں رہنے کی وجہ سے مرجاتے ہیں۔ لہٰذا تم علم حاصل کرو تاکہ اس سے تمہیں خلود حاصل ہو۔ اور
جہالت میں پڑے رہنے کو کسی گنتی میں نہ لاؤ۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ایک مشہور عام واقعے کی تصحیح کر دی جائے۔ مشہور ہے کہ ابن الہیثم
دریائے نیل پر بند باندھنے کے لئے اسوان پہنچا تو اُسے اس بات کا احساس ہوا کہ وہ نیل کے پانی کو

۱۸۔ طبقات الاطباء ۔ ص ۱۵۱
۱۹۔ طبقات الاطباء ص ۱۴۹
۲۰۔ فی الرد علی یحیی النحوی و فی الرد علی أبی الحسن علی بن العباس نقضه آراء المنجمین۔ اس طرح کا
ایک اور جواب بھی دیا، فی الرد علی أبی حاتم رئیس المعتزلة ما تکلم به علی جوامع کتاب السماء والعالم
لأرسطو طالیس۔

[redacted]

قابو میں لانے والے منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ اس نے ناکامی کا اعلان کر دیا اور نتیجۃً حاکم مصر کے سامنے خفت اٹھانی پڑی۔

میرے خیال میں اس منصوبے کو ترک کرنے کی وجہ یہ نہ تھی بلکہ کچھ اور تھی۔ اتنا بڑا ریاضی دان جس نے کافی عرصہ پہلے یہ دعوٰے کر رکھا تھا، اپنے منصوبے میں کبھی ناکام نہیں ہو سکتا تھا نیل کے پانی سے کماحقہٗ فائدہ اٹھانے کے لئے اس نے ایک رسالہ بھی لکھا تھا جو بعد کے علماء میں مقبول بھی رہا[۲۱]۔ اصل بات یہ ہے کہ اسوان کے قریب جہاں آج بند تعمیر ہوا ہے ابن الہیثم بالکل اسی جگہ نیل کا پانی جمع کر کے ملک کے لئے نفع بخش بنانا چاہتا تھا۔ مگر جب وہ اس جگہ پہنچا تو یہاں کے آثار سے بیحد متاثر ہوا۔ اس نے دیکھا:

آثار من تقدم من ساکنیہ من الأمم الخالیۃ وھی علی غایۃ من احکام الصنعۃ وجودۃ الھندسۃ، وما اشتملت علیہ من أشکال سماویۃ ومقالات ھندسیۃ وتصویر معجز[۲۲]

ان آثار کے فنی کمال اور علم کے ان خزانوں سے ابن الہیثم کو جب واقفیت ہوئی تو اسے یقین ہو گیا بند باندھنے سے یہ تمام آثار ضائع ہو جائیں گے اور ساتھ ہی یہ علمی اور تاریخی خزانہ ہمیشہ کے لئے مٹ جائے گا۔ تب اس نے ان آثار کو محفوظ کرنے کے لئے یہ ترکیب نکالی کہ نیل کے پانی کو وہاں جمع کرنا ناممکن بتا دیا۔ اور اپنے ساتھ کام کرنے والے انجنیئروں کو یہ باور کرایا کہ یہ ان قدیم مصریوں کے آثار ہیں جو علم فضل میں درجہ کمال کو پہنچ چکے تھے اور یہ مورتیاں اور تصویریں نیز تاریخی کارنامے جو یہاں کندہ ہیں ان کی عظمت کے شاہد ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ان ماہرین سے یہ منصوبہ چھپا رہتا۔ یقیناً وہ اس منصوبے سے واقف تھے مگر چونکہ اس کا پایہ تکمیل تک پہنچنا ممکن نہ تھا اس لئے انہوں نے اسے شروع ہی نہیں کیا۔ ابن الہیثم کہتے ہیں:

ان الذی یقصدہ لیس بممکن فان من تقدمہ فی الصدور الخالیۃ

۲۱۔ تتمۃ صوان الحکمۃ از بیہقی ط لاھور ۱۳۵۱ھ ص ۸۸۔ بیہقی کہتے ہیں: قد صنف کتابا فی الحیل وبیّن فیہ حیلۃ اجراء نیل مصر عند نقصانہ فی المزارع۔

۲۲۔ القفطی: اخبار الحکماء ط لائپزک ۱۹۰۴ء ص ۱۶۶۔ طبقات الاطباء ص ۱۵۰۔

ہم علم ما عملہ ولو أمكن لفعلوه ۔ ۲۳

۔ ہمارا یہ منصوبہ ناکام رہے گا اس لئے ہمیں اپنی طاقت ضائع نہیں کرنی چاہیئے ۔ مگر ہے کہ یہ منصوبہ قابلِ عمل تھا جیسے کہ اب ہُوا ہے ۔ مگر اُس صورت میں قابلِ عمل تھا کہ یہ بچ جاتے ، جیسے کہ اب وہاں سے بحفاظت نکال لئے گئے ہیں ۔ اس طرح ابن الہیثم نے ثارِ قدیمہ کو مٹ جانے سے بچالیا ۔ اور اپنی عزت کی پروا نہ کرتے ہوئے ندامت و غضب نہ بنا ۔ اگر اس وقت ایسا اسوان بند بن جاتا تو واقعی یہ نوبا کے بت اور ان پر ہیروغلیفی ختم ہو چکے ہوتے ۔

۲

لوقِ تصنیف و تالیف

یسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے ، ابن الہیثم ہر وقت افادہ و استفادہ میں لگے رہتے تھے ۔ ان ئی کو اس طرح تقسیم کرنا کہ کب انھوں نے تحصیلِ علم کی تکمیل کی اور کب تصنیف و تالیف گے دشوار ہے ۔ شاید یہ دونوں مشاغل ساتھ ساتھ چلتے رہے ۔ مختلف کتب کی شرحیں عموماً لکھتے تھے ، پھر ان کی تلخیص اور ان پر اضافے بعد میں کرتے تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ کسی ایک موضوع سے ن کئی کئی رسائل نظر آتے ہیں ۔ دن کا زیادہ حصہ مشغول رہتے اور کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ۔

ابن اُبی اصیبعہ کہتے ہیں :

کان کثیر الاشتغال ، کثیر التصانیف ۔ ۲۴

سفر و حضر ہر حالت میں لکھتے رہتے تھے ۔ جہاں کہیں جاتے لوگ ان سے ان کی کتابوں کی نقلیں لینے کی درخواست کرتے ۔ چنانچہ بغداد ، اہواز اور بصرہ میں متعدد حضرات نے ابن الہیثم کے مختلف رسائل کی نقلیں لیں ۔ ۲۵ ان کتب و رسائل کا ایک اصل نسخہ وہ اپنے پاس رکھا کرتے ۔ صاف لکھی ہوئی نقلیں لوگوں کو دے دیتے تھے ۔ مگر افسوس کہ ان کی ان تالیفات کے اصل ان سے ضائع

---

۲۳ ۔ اخبار الحکماء ۔ ص ۱۶۶ ۔ طبقات الاطباء ۔ ص ۱۵۰ ۔

۲۴ ۔ طبقات الاطباء ۔ ص ۱۴۹ ۔ ۲۵ ۔ ایضاً ص ۱۵۸ ۔

ہو گئے جو انھوں نے قاہرہ کی طرف روانگی سے قبل لکھی تھیں۔[۲۶] انہیں ان کتب کے ضیاع کا بڑا صدمہ تھا۔ اور تمنا تھی کہ اگر عمر نے ساتھ دیا تو وہ ان رسائل کو دوبارہ لکھیں گے، مگر ؛ قطع الشغل بأمور الدنیا وعوارض الاسفار عن نسخها[۲۷] اس صدمہ پر دل کو تسلی دینے کے لئے اکثر کہا کرتے: کثیرا مایعرض ذلك للعلماء۔[۲۸]

ان کے لکھنے کے کئی محرکات تھے۔ مختلف کتابوں کے اثر کے تحت یا کسی مسئلہ پر خود غور کرتے تو لکھ لیتے، کبھی کبھی ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو اس کے جواب میں بھی لکھ دیتے۔ کئی بار معتزلہ، متکلمین اور مختلف علماء کے رسائل کے جواب بھی لکھے ہیں۔

۱۔ علی بن رضوان مصری (متوفی ۴۵۳ھ) جو ان کی طرح مختلف علوم کے ماہر تھے ان سے ابن الہیثم کی "المجرۃ" (کہکشاں) اور "المکان" کے مسئلے پر کافی نوک جھونک رہی۔ ایک رسالہ اسی مباحثہ پر مبنی ہے۔[۲۹]

۲۔ ابوالحسن علی بن العباس بن فسانجس سے منجمین کے بارے میں ایک بحث ہوئی جو ایک رسالہ کی شکل اختیار کر گئی۔[۳۰]

۳

تالیفات

ابن الہیثم کی تصانیف کی تعداد کے بارے میں حتمی طور پر کچھ کہنا ممکن نہیں۔ اس لئے کہ چند مقالا ابن الہیثم نے کئی کئی بار لکھے ہیں۔ اور ہر بار اس پر کچھ نہ کچھ اضافہ کر دیتے۔ بالکل اسی طرح جیسے آج کل کوئی مضمون نویس زمانہ گذرنے پر معلومات بڑھنے اور ذہنی ارتقاء کے سبب اس میں حا اضافہ کرتا رہتا ہے۔ اور بالآخر تمام نقائص دور کر کے آخری شکل دے دیتا ہے۔ بالکل یہی صور ابن الہیثم کو پیش آئی۔ اس نے ابتداء میں متعدد رسائل متقدمین کی کتب کا اختصار کر کے لکھے پھر ا پر اپنی طرف سے اضافہ کیا۔ آخری عمر میں جب ذہنی ارتقاء مکمل ہو چکا تھا ان کی تکمیل کر دی

۲۶۔ طبقات الاطباء۔ ص ۱۵۸۔ (۲۷) ایضاً۔ (۲۸) ایضاً۔
۲۹۔ ایضاً ص ۱۷۳۔ (۳۰) ایضاً۔ ص ۱۵۶۔

مراحل میں لکھے جانے والے ہر رسالے کو الگ الگ شمار کریں تو اس صورت میں ابن الہیثم
ے بے شمار ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر صرف آخری اور مکمل صورت والے نسخہ کو لیں تو ابن الہیثم
ت ستر سے کچھ اوپر ہوتی ہیں۔ جو انھوں نے خود گنی ہیں۔

مؤلف کی تالیفات کو گننا اسی صورت میں ممکن ہے جب اس کی تالیفات الگ الگ
ت پر ہوں اور پھر اس کی کتابوں کے اسماء بالکل واضح اور مشہور ہوں۔ اس پیمانے پر ابن الہیثم
یف پوری نہیں اترتیں۔ اس لئے کہ انھوں نے ایک موضوع پر متعدد رسائل اور پھر کئی موضوعات
ی کتابیں اور رسالے لکھے ہیں۔ اس وجہ سے اس کے رسائل کے اسماء میں خاصا ابہام ہے اس پر
ں کا ظلم مستزاد ہے جنہوں نے ان رسالوں کی نقلیں کرتے وقت اپنے طور پر ان کے جدا جدا
ھ لئے۔ اگر یہ رسالے اس وقت دنیا میں موجود ہوتے تو ان کے تقابلی مطالعہ کے بعد ان کے اصلی
ی تحدید میں آسانی ہوتی اور اس صورت میں ان کی تعداد بھی متعین ہو جاتی۔ لیکن افسوس کہ اس
تک ان میں سے بہت سے رسائل نہیں مل سکے۔

ابن الہیثم نے مختلف فنون میں قلم اٹھایا اور ہر فن میں متعدد رسالے لکھ دیئے۔ اگرچہ ان کی
ثر تالیفات صرف ارسطو، بطلیموس، جالینوس اور دیگر یونانی علماء کی تصانیف کی شروح یا تلخیصات
بنی ہیں، تاہم ان شروح میں ابن الہیثم کے اپنے اضافے بھی ہیں۔

ابن الہیثم کی تالیفات کے بارے میں ان کے اپنے رسالے سے، جسے ابن ابی اصیبعہ نے اپنی کتاب
بقات الاطباء میں ابن الہیثم کے مختصر حالات کے بعد بعینہٖ نقل کر دیا ہے۔ اس رسالے سے معلوم
ہوتا ہے کہ ابن الہیثم نے ۴۱۷ھ تک جو کتابیں لکھی تھیں ان کی تعداد ستر تھی جن کی تفصیل یہ ہے:

(ا) علوم ریاضی میں ۲۵ کتابیں۔

(ب) علوم طبیعیات و الہیات میں ۴۴ کتابیں۔

(ج) ایک رسالہ جس میں واضح کیا کہ تمام دنیاوی و دینی امور صرف علوم فلسفہ ہی کا نتیجہ ہیں۔

اس کے بعد ایک اور فہرست ہے جس میں کچھ سابقہ اور کچھ نئی کتابیں درج ہیں اور آخر
میں تحریر یہ ہے:

وھذا آخر ما وجدته من ذالک بخط محمد بن الحسن بن الہیثم المصنف۔[31]

---

۳۱ - طبقات الاطباء۔ ص ۱۶۰ -

اس کے بعد ایک اور مکمل فہرست دی گئی ہے جس میں بعض ایسی کتب بھی درج ہیں جن کے اسما ر اوپر کی دو فہرستوں میں آچکے ہیں۔

اس امر سے تو سب واقف ہیں کہ ابن الہیثم کی تصانیف کی جو فہرست قدیم ترین ماخذ سے ملی ہے وہ تین قسطوں میں انہی ابن ابی اصیبعہ نے دی ہے۔ پہلی فہرست ابن الہیثم کی اپنی تحریر کردہ ہے، دوسری کے آخر میں محمد ابن الہیثم کا بیان درج ہے اور تیسری کسی غیر کی مرتب کردہ ہے۔ اب ہم انہی تینوں فہرستوں کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں۔

۱۔ پہلی فہرست قاہرہ میں بیٹھ کر حافظہ سے تیار کی گئی ہے، اور اس کے مرتب خود ابن الہیثم ہیں، یہ فہرست ابن الہیثم کی ۴۱۷ھ تک کی تالیفات پر مشتمل ہے۔ ان میں سے کچھ تالیفات ضائع بھی ہوگئیں تھیں حتیٰ کہ ان کے اصل مسودے بھی ان کے پاس نہ رہے جن بیشتر کتب کی فہرست ابن الہیثم نے اس جگہ دی ہے ان کے علاوہ بھی چند رسائل تھے جن کے اسماء شاید ابن الہیثم کو اس موقع پر یاد نہ رہ سکے ہوں۔ تاہم ابن الہیثم نے اپنی تصانیف کے مشتملات بھی بتائے ہیں، جو اس کی قوتِ حافظہ پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ اندیشہ درست نہیں کہ اس کے بہت سے رسائل ضائع ہو گئے ہیں۔ ممکن ہے گنتی کی چند کتابیں اور چند رسائل ضائع ہوئے ہوں۔ پھر اہواز، بغداد اور بصرہ میں اس کا قیام بھی کتنا رہا ہے کہ اس میں بہت سی کتب ضائع ہوئیں سفر پر جاتے تھے اور واپس آجاتے تھے۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ تو قاہرہ میں گزرا ہے۔

۲۔ اس رسالہ کے آخر میں مندرجہ فہرست جو محمد بن الحسن کے ہاتھ سے ۴۱۹ھ تک کے مصنفات پر مشتمل ہے، درست ہے یعنی ۷۰+۲۱=۹۱ کتابیں اس وقت تک تحریر ہو چکی تھیں۔ اگرچہ ان میں چند نام مکرر بھی ہیں جو پہلے رسالوں پر اضافے کے بعد الگ لکھ دیئے گئے ہیں۔ اس کے بعد ابن الہیثم ۱۱ سال تک زندہ رہے۔

۳۔ تیسری فہرست ۹۲ رسائل اور کچھ کتابوں پر مشتمل ہے۔ اس فہرست میں پہلی فہرستوں کی متعدد کتابوں کے نام ہیں۔ غلطیاں بھی ہیں۔ تاہم تین نام بالکل نئے ہیں جنہیں ابن الہیثم اپنی تالیفات کے ضمن میں کہیں بیان نہیں کیا۔ وہ ہیں "قول"، "مسئلہ" اور کسی حد تک "مقالہ" اس لئے کہ گزشتہ کتب و رسائل میں لفظ مقالہ بہت کم استعمال ہوا ہے۔ اس امر سے

ۓ پر پہنچتے ہیں کہ یہ فہرست کوئی الگ کتابوں کی فہرست نہیں بلکہ انہی سابقہ کتابوں کی فہرست ہے۔ الاّ یہ کہ اُس میں آخری گیارہ سالوں کی تصانیف کا نامکمل سا اضافہ ہوگیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں اکثر وہ اسمارِ کتب ہیں جو پہلے گزر چکے ہیں۔ آخری عمر میں بالعموم زیادہ کام کرنے کی طاقت نہیں رہتی۔ خود ابن الہیثم اپنے متعلق لکھتا ہے: فاذا صار (الرجل) الی سن الشیخوخة و اُوان الھرم قصرت طبیعته و عجزت قوته الناطقة مع اخلاق و فسادھا عن القیام ما کانت تقوم به من ذلک۔ ۳۲

ابن الہیثم جہاں ایک سے زائد مقالے جمع کرتا ہے اسے کتاب کا نام دے دیتا ہے، مگر اس سری فہرست میں اس کی مختلف کتب کے مقالے الگ الگ کر لئے گئے ہیں جن پر الگ رسالے کا شتباہ ہوتا ہے۔ دراں حالے کہ وہ کسی کتاب کے جزو ہیں، جیسے "قول فی قسم المقدارین المختلفین المذکورین فی الشکل الاوّل من المقالة العاشرة من کتاب اقلیدس" درحقیقت پہلی فہرست کی پہلی کتاب "شرح اُصول اقلیدس فی الھندسة والعدد وتلخیصه" کا ایک مقالہ ہے۔ اسی طرح مقالہ "فی شک فی مجسمات کتاب اقلیدس" بھی دراصل اسی شرح اصول اقلیدس فی الہندسة کا ایک حصہ ہے۔ اور "مقالہ فی حل شکوک المقالة الاولی من کتاب المجسطی یشکک فیھا لبعض اھل العلم" دراصل شرح المجسطی وتلخیصه شرحاً وتلخیصاً کا ایک باب نظر آتا ہے۔ اصل کتاب کے بارے میں خود ابن الہیثم کا قول ملاحظہ ہو: لم أخرج منه شئیاً الی الحساب الاّ الیسیر۔

اس بنا پر ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ پہلی دو فہرستیں تو بڑی حد تک درست ہیں۔ البتہ تیسری فہرست اگرچہ وہ ابن الہیثم کی جملہ تصانیف پر مشتمل ہے کسی علوم سائنس سے ناواقف شخص نے مرتب کی ہے۔ یہ امر ذہن میں رہے کہ تصانیف ابن الہیثم کی مکمل فہرست بنانے میں یہ شخص ناکام رہا ہے اس لئے کہ اس سے کئی کتب کے نام چھوٹ گئے ہیں۔ تاہم فہرست میں وارد نئی کتب جو پہلی دو فہرستوں میں نہیں ہیں ابن الہیثم کی گیارہ سالہ محنت کا ثمرہ شمار کی جا سکتی ہیں۔ ان کی مقدار بھی اس کے رسائل کے اعتبار سے بالکل ٹھیک بیٹھتی ہے۔ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ پہلی اکانوے اور اس فہرست کی نئی کتابیں

۳۲۔ طبقات الاطبار۔ ص ۱۵۳۔

ہی ابن الہیثم کی صحیح تالیفات ہیں۔[۲۳]

ماضی قریب کے مؤرخ اسماعیل پاشا (متوفی ۱۹۲۰ء) نے اپنی کتاب ہدیۃ العارفین[۲۴] میں ابن الہیثم کی کتابوں اور رسالوں کی ایک مکمل فہرست دی ہے۔ ظاہر ہے اسماعیل پاشا کو مختلف ماخذوں سے جن کتب کا علم ہوا ہے، وہ یہاں درج کر دی ہیں۔ اس فہرست میں چھوٹے بڑے رسالے اور کتب ملا کر جملہ تعداد ایک سو ستائیس (۱۲۷) تک پہنچتی ہے*۔ ان کتابوں کو موجودہ زمانہ کی تقسیم کے مطابق مندرجہ ذیل علوم میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ طبیعیات: ۱۱ کتابیں	۲۔ منطق: ۱۵ کتابیں
۳۔ علم ہیئت: ۲۳ "	۴۔ ریاضیات: ۲۵ "
۵۔ فلسفہ: ۱۱ "	۶۔ جغرافیہ: ۶ "
۷۔ نفسیات: ۶ "	۸۔ سیاسیات: ۳ "
۹۔ تقسیم علوم: ۲ "	۱۰۔ طب: ۲ "
۱۱۔ حیوانیات: ۳ "	۱۲۔ ادب: ۲ "
۱۳۔ علم مساحت: ۲ "	

۱۴۔ علم حرب، فنِ خطابت، دینیات، فنِ کتابت، انجنیئرنگ اور کیمیا ہر ایک میں ایک

۲۳۔ H. SUTER نے اپنی کتاب IE MATHEMATIDER UND ASTRONO-MEN DER ARABER, 1900, LFIPZIG نیز انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں اپنے مقالہ: 'IBNALHAITHAM' میں بھی ابنِ ابی اصیبعہ کے حوالے سے ابن الہیثم کی کتابوں کی تعداد ۲۰۰ بتائی ہے۔ اس کی نقل میں بعد میں بھی ۲۰۰ تعداد ہی لکھی جانے لگی۔ حالاں کہ وہ کسی طرح ۲۰۰ نہیں ہوتیں۔ کسی نے انھیں شمار کرنے کی تکلیف گوارا نہ کی۔

۲۴۔ اسماعیل پاشا، ہدیۃ العارفین ط استنبول ۱۹۵۵ء ج ۲ ص ۶۸-۶۶۔

* ۔ یہاں ایک سو ستائیس (۱۲۷) کی تفصیل بھی پوری نہیں ہے؟ (مدیر)

ں کے علاوہ چھ کتابیں ایسی بھی ہیں جو ان مذکورہ بالا فنون کے تحت نہیں آتیں۔ اس فہرست
لگا سکتے ہیں کہ ہم ابن الہیثم کی تالیفات کے شمار کرنے میں کہاں تک حقیقت کے قریب
عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہمارا اندازہ ہے کہ ان کے بہت سے شاگرد ہوں گے لیکن
ا المبشر بن فاتک[۳۵] سے واقف ہو سکے ہیں۔ جو اصلاً دمشقی تھے۔ مگر ابن الہیثم کی طرح
ہو گئے تھے۔ اپنے زمانے کے ممتاز علماء میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے ابن الہیثم سے
ن میں بہت کچھ سیکھا تھا۔

ثم کی ان کثیر تصانیف میں سے اس وقت کم باقی رہ گئی ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابن الہیثم
مایہ کدھر گیا۔ وہ اس جہان سے کیسے ناپید ہو گیا۔ اس کی کئی وجوہ ہیں:
تو وہی جو مسلمانوں کی دوسری کتب کے ضیاع کے متعلق بتائی جاتی ہے یعنی ہلاکو خان کے
اندلس سے مسلمانوں کے خروج اور دیگر آفات کے سبب مسلمانوں کی بہت سی تالیفات
آتش کی گئیں یا تلف ہو گئیں۔

سری وجہ یہ بھی ممکن ہے کہ ابن الہیثم کی کتب کی نقلیں صرف ان ہی حضرات نے لی ہوں جو صرف
علوم سے دلچسپی رکھتے تھے۔ اور وہ بہر حال گنے چنے تھے، لہذا ابن الہیثم کی کتابوں کی نقلیں ہی
ہو سکیں جو امتداد زمانہ کے ساتھ خود بخود ختم ہو گئیں۔

ن کتب کے ناپید ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ابن الہیثم نے جن میدانوں میں اپنی جولانی
طبع دکھائی تھی ان سے بعض متعصب مسلمانوں اور غیر مسلموں کو سخت کد تھی۔ وہ اپنی ناسمجھی کی بنا پر
ان کتب کو کفر و الحاد کا داعی، اور بنا بریں قابلِ تلف سمجھتے تھے۔ چنانچہ ابن المارستانیہ
کے عمل شنیع کی مثال موجود ہے جس نے پہلے تو سائنسی علوم کو وجۂ کفر ثابت کرنے کے لئے بغداد کے
ایک چوراہے پر عوام کے سامنے ایک لیکچر دیا، پھر ابن الہیثم کی علم ہیئت پر کتاب میں شامل
اشکال کا تمسخر اڑایا اور بالآخر اس کا ورق ورق الگ کر کے نذرِ آتش کر دیا[۳۶]۔ اگرچہ الحکیم یوسف السبتی

۳۵۔ حالات کے لئے دیکھئے: طبقات الاطباء از ابن ابی اصیبعہ ط بیروت، ۱۹۵۷ء ج ۲ ص ۱۶۲ و ما بعد۔
۳۶۔ اخبار الحکماء، ص ۲۲۹۔

[redacted]

الاسرائیلی نے ابن المارستانیہ کو مدلّل جواب دیا اور اسے بتایا کہ یہ کتاب تو قربِ الٰہی کا سبب ہے ۔ مگر الحکیم یوسف جیسے حضرات کا نمود کم تھا۔ چنانچہ ابن المارستانیہ نے اسی طرح اور بھی کئی کتابیں ضائع کیں۔ اور ان افکار کے حاملین کو بھی اذیتیں دلوائیں۔ ۳۷ھ

مذکورہ وجوہ کے باوجود ابن الہیثم کی جو کتابیں باقی رہ گئیں ان میں سے بہت کم طبع ہوئیں اور بیشتر ابھی تک غیر مطبوعہ پڑی ہیں۔ کسی مؤلف کی خوش قسمتی ہے کہ اس دورِ طباعت میں اس سے دلچسپی رکھنے والے پیدا ہو جائیں جن مصنفین کو ایسے محافظ میسر آ گئے ان کی بہت سی کتابیں طباعت نے زندہ کر دیں، لیکن ابن الہیثم دوسرے گروہ میں ہیں جن کی طرف ابھی بہت کم التفات ہو سکا ہے۔ اور اگر دیکھا جائے تو یہ بھی اہلِ یورپ کے بعض علماء کی نشاندہی کا نتیجہ ہے۔ ابن الہیثم سے ایک عربی دان مسلم جس طرح استفادہ کر سکتا ہے دوسرا نہیں کر سکتا، چنانچہ مسلمان جس سرعت سے ابن الہیثم کی کتب کو زیورِ طباعت سے آراستہ کر سکتے ہیں اہلِ یورپ اپنے وافر ذرائع کے باوجود اتنی تیزی سے ان کے رسائل وکتب کو اصل زبان میں طبع نہ کر سکے۔

۴

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابن الہیثم کی تالیفات کا تجزیہ کر کے واضح کیا جائے کہ اس نے کیا اور کیوں لکھا۔ اور اس کی تالیفات کی کیا خصوصیات ہیں ؟

جس عہد میں ابن الہیثم نے آنکھیں کھولیں وہ دَور نہ صرف ادب عربی اور لغت کے اعتبار سے تھا بلکہ فلسفہ، علومِ عقلیہ اور دیگر تحریکات کی نشوونما کا زمانہ بھی تھا۔ طالب علمی کے دَور میں اس قسم کی کتاب بھی مل جاتی وہ اس کا مطالعہ کر لیتا، چنانچہ علمائے یونان کی سائنس سے متعلق موضوعات مختلف کتابیں، اصولِ اقلیدس، مخروطاتِ اپولونیوس، مقالاتِ ارشمیدس مشتمل بر مراکزِ اثقال اور المر المحرقہ کا مطالعہ کیا۔ اقلیدس اور بطلیموس کی کتب کو جن میں علم مناظر پر بھی کچھ کتابیں تھیں بغور د بطلیموس کی کتاب المجسطی کا مطالعہ بھی کیا۔ نیز ان پر مسلمانوں کے اضافہ سے بھی باخبر رہا۔ پھر ابن اله فلسفہ اور اس کے فروغ کا مطالعہ کیا۔ ارسطو کی کتب پڑھیں، طب میں جالینوس کی تالیفات کو

۳۷۔ اخبار الحکماء۔ ص ۲۲۹۔

ے صرف ان کتب کا مطالعہ ہی نہیں کیا بلکہ ان کی تلخیصات اور شرحیں بھی لکھیں۔ اور آخر کار
ستقل رسالے تصنیف کرنے لگے۔ تلخیص و شرح کی مشق کے دوران ابن الہیثم کی اپنی
دنیا باقی رہی تا آنکہ وہ ایک ماہر طبیعیات کی حیثیت سے ظاہر ہوئے۔ ان کے ابتدائی دور
ی آسانی سے الگ کی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ اس عہد میں ابن الہیثم نے دفاعی حیثیت اختیار کی
یل کتب و رسائل ان کی اسی عہد کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں:

ی یحییٰ النحوی ما نقضہ علی ارسطو طالیس وغیرہ من اقوالھم فی السماء والعالم۔

الی بعض من نظر فی ھذا النقد فشک فی معانٍ فیہ۔

لی ابی الحسن بن علی بن العباس بن فسانجس لنقضہ آراء المنجمین۔

بہ علی رد ابی الحسن علی معارضیہ۔

تہ فی الرد علی ابی ھاشم رئیس المعتزلۃ ما تکلم بہ علی جوامع کتب السماء والعالم
سطوطالیس۔

طرح بعض دیگر رسائل جن میں ابن الہیثم نے مختلف علماء کی تنقیص کی ہے یا فلسفہ و منطق و طبیعیات
ن دریافت کئے جانے والے سوالات کے جوابات دیئے ہیں۔ مثلاً

فی تباین مذھب الجبرین والمنجمین۔

فی ان البرھان واحد۔

یسے ہی علم ریاضیات اور تعلیمی میدان میں بھی قدماء کی پیروی میں اس کی کتب پائی جاتی ہیں۔ مثلاً
کتاب الجامع فی اصول الحساب۔ اس کتاب میں وارد تمام اصول انھوں نے اقلیدس سے لئے ہیں۔
جیسا کہ انھوں نے خود کہا ہے۔ [۳۸]

۔ فی الاصول الھندسۃ والعددیۃ۔ یہ بھی اقلیدس اور ابولونیوس کے اصولوں سے مستخرج ہے۔

۔ کتاب فی حل شک علی اوقلیدس فی المقالۃ الخامسۃ من کتابہ۔

۴۔ رسالۃ فی برھان الشکل الذی قدمہ ارشمیدس فی قسمۃ الزاویۃ ثلاثۃ اقسام۔

۳۸۔ طبقات الاطباء۔ ص ۱۵۴۔

اسی ضمن میں وہ سات تعلیمی مسائل کے جوابات بھی ہیں جو ابن الہیثم سے بغداد میں پوچھے گئے تھے۔

ابن الہیثم کی بعض تالیفات پر مقامی اثرات بھی پائے جاتے تھے، جیسے:

۱۔ فی استخراج سمت القبلة۔

۲۔ فیما تدعو الیه حاجة الامور الشرعیة من الامور الهندسة۔

۳۔ فی تفضیل الاهواز علی بغداد۔

ایسے ہی ان کی بعض تالیفات پر تطبیقی اثرات بھی نمایاں ہیں، جیسے:

۱۔ مقالة فی استخراج ما بین بلدین فی البُعد بجهة الامور الهندسیة۔

۲۔ مقالة فی اجارات الحفور والأبنیة بجمیع الاشکال الهندسیة۔

ابن الہیثم کی زندگی عمل سے بھری ہوئی تھی۔ وہ صرف نظریہ (THEORY) کے حامل نہ تھے بلکہ عملی (PRACTICAL) بھی تھے۔ ان کی تالیفات سے انجنیئرنگ کی مہارت کا بھی علم ہوتا ہے، چنانچہ اس پہلو کو ابن القفطی[39]، بیہقی[40] اور الانصاری[41] نے واضح کیا ہے؛

ابن الہیثم کی کتاب فی المساحة ان کی اس مہارت کی بین ذلیل ہے۔

علم مساحة کی تعریف الانصاری نے یوں کی ہے:

علم یتعلم منه مقادیر الخطوط والسطوح والاجسام، مایقدرها من الخط والمربع والمکعب ومنفعته جلیلة فی أمر الخراج وقسمة الارضین وتقدیر المساکن وغیرها۔[42] یہ ہیں ابن الہیثم کی علمی زندگی کے پہلے پہل کے پھل۔

۳۹۔ اخبار الحکماء۔ ص ۱۶۵۔

۴۰۔ تتمه صوان الحکمة۔ ط لاهور ۱۳۵۱ھ ص ۷۷۔ اس میں بیہقی کہتے ہیں؛

قد صنف (ابن الهیثم) کتابا فی الحیل بیین فیه حیلة اجرار نیل مصر عند نقصا فی المزارع۔

۴۱۔ کتاب ارشاد القاصد الی اسنی المقاصد۔ ط قاهرة ۱۳۱۸ھ

۴۲۔ ابن الهیثم وکشوفه البصریة۔ ج ۱ ص ۱۶۔

ی مسلمان مشرق و مغرب میں شمعِ علم فروزاں کئے ہوئے تھے یورپ کی مختلف اقوام خواب
ی تھیں۔ یورپ کی نشاۃ ثانیہ سے بیشتر اہلِ یورپ کے طلباء اکتسابِ علم کی خاطر قرطبہ،
دمشق، بغداد اور مسلمانوں کی دوسری یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرکے اپنے وطن
انجام دیتے۔ اہلِ یورپ نے عربی زبان کی تعلیم پر خاطر خواہ توجہ دی۔ عربی کتب کا ترجمہ
لف زبانوں میں ہونے لگا۔ انہی تراجم نے اہلِ یورپ کو خوابِ غفلت سے جھنجوڑا اور ان
ی کی لہر پیدا کردی۔ یورپ کے علماء نے مسلمانوں کی تالیفات سے متاثر ہوکر پہلے تو ان کی شرحیں
ن کی خوشہ چینی کی اور بالآخر ان پر اضافے کرنے لگے۔ چنانچہ بارھویں صدی عیسوی کے
ربی کتب کے تراجم تمام یورپ میں عام ہوچکے تھے۔ سائنسی علوم کی طرف خصوصی توجہ دی
۔ اسی عرصہ میں ابن الہیثم کی کتاب المناظر کا لاطینی زبان میں کئی مرتبہ ترجمہ ہوا حتیٰ کہ عام بولیوں
رجمہ کیا گیا۔ [۴۳]

اب المناظر کے علاوہ ابن الہیثم کے اور بھی کئی رسائل کا لاطینی زبان میں ترجمہ ہوا [۴۴]۔ معلوم ہوتا ہے
المناظر کے عبرانی ترجمے کا وجود نہ تھا، تاہم یہودیوں کے ہاں لاطینی ترجمہ یا اصل عربی کی وجہ سے یہ
بھی خاصی معروف تھی۔ علم بصریات میں یورپی عالم وایتلو (۱۲۲۰-۱۲۷۰ء) نے
تاب L'OPTIQUE لکھی جس میں اس نے بطلیموس صاحب المجسطی اور ایک عرب مؤلف کی کتاب
لاطینی ترجمے سے فائدہ اٹھایا [۴۵]۔ جو ظاہر ہے ابن الہیثم کی کتاب المناظر تھی۔ اتنے اہم اور عمدہ مآخذ کے

۴۳- الدومیلی: العلم عند العرب، مترجم عبدالحلیم النجار وغیرہ ط القاہرہ ۱۹۶۲ء ص ۲۰۷، کتاب المناظر کا ترجمہ اطالوی زبان میں بھی ہوا تھا جو تقریباً اسی عہد کے لگ بھگ ہے مگر کس سن میں ہوا؟ اس کا پتہ لگانا مشکل ہے (دیکھئے: حضارۃ العرب از لی بون مترجم عادل زعیتر ص ۴۷۳۔)

۴۴- العلم عند العرب، ص ۲۰۷۔

۴۵- مصطفیٰ نصیف بک: ابن الہیثم وکشوفہ البصریۃ ط القاہرہ ۱۹۴۲ء ج ۱ ص ۱، SORTON: INTRODUCTION TO THE HISTORY OF SCIENCES, 1950, BALTIMORE VOL. 2. P 761

[redacted]

باوجود واُتلو کی کتاب ابن الہیثم کی کتاب سے بہتر نہ تھی۔[۴۶]

جیرار دی کریمونا GERHARD DE CREMENA (۱۱۱۴-۱۱۸۷ء) نے ابن الہیثم کے ایک رسالے کا، جو شفق پر تھا، ترجمہ لاطینی زبان میں DE CREPUSCULIS ET NUBIUM ASCENSIONIBUS کے عنوان سے کر کے اسی فن کی ایک دوسری کتاب DE CREPUSCULIS DE PEDRO NONES کے ساتھ لشبونہ (LISBON) سے ۱۵۴۲ء میں طبع کیا۔[۴۷] اس کے تیس سال بعد یعنی ۱۵۷۲ء میں رزنر (RISNER) متوفی ۱۵۸۰ء نے ابن الہیثم کے رسالۂ شفق کو واتیلو کی معروف کتاب L'OPTIQUE کے ساتھ ملا کر چھاپا۔ اور ساتھ ہی ابن الہیثم کی کتاب المناظر کا لاطینی ترجمہ بعنوان OPTICAL THESAURUS ALHAZENI ARABIS بھی باسل (BASLE) سے شائع کر دیا۔[۴۸] کتاب المناظر کا یہ دوسرا ترجمہ تھا۔ اس کا پہلا ترجمہ واُتلو نے استعمال کیا۔ اس لئے کہ واُتلو کی کتاب جس پر ابن الہیثم کے نظریات واضح طور پر اثر انداز تھے۔ برنبرگ (BURANBERG) سے ۱۵۳۵ء میں پہلی بار چھپی تھی۔[۴۹] ظاہر ہے کتاب المناظر کا ترجمہ نہ صرف اس سے پہلے ہو چکا تھا بلکہ عام بھی تھا۔ اس لئے یہ کہنا درست نہیں کہ کتاب المناظر کا سب سے پہلے ترجمہ رزنر نے کیا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نے اسے صرف ایڈٹ کیا تھا۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا (مطبوعہ ۱۹۵۱ء) میں ہے کہ کتاب المناظر کا لاطینی ترجمہ واُتلو (۱۲۷۰ء) نے کیا تھا۔ مگر ۱۵۷۲ء میں رزنر نے چھاپا تھا۔ جب رزنر نے کتاب المناظر کے لاطینی ترجمے کا واُتلو کی L'OPTIQUE سے کیا تو اس پر پوری طرح عیاں ہو گیا کہ واُتلو نے کافی حد تک ابن الہیثم (ALHAZEN) کی خوشہ چینی کی ہے۔ ٹشہ پریسٹلے (۱۷۳۳-۱۸۰۴ء)

۴۶- SARTAN, VOL. 2, P. 23

۴۷- العلم عند العرب، ص ۲۰۸ -   ۴۸- ایضاً -

۴۹- دیکھئے پولینڈ کے ڈاکٹر پاول سارتوریسکی (DR. PAWEL CZARTORYSKI) وہ پیغام جو ابن الہیثم کی ہزار سالہ برسی منعقدہ ہمدرد فاؤنڈیشن میں پڑھا گیا۔

۵۰- مصطفیٰ نعیف بک: ابن الہیثم وکشوفۃ البصریۃ ج ۱ ص ۲۔

بعض بندر کی مانند نقال کہا ہے۔[51]

ب بات ہے کہ ابن الہیثم کی یہ کتاب کافی عرصہ تک مجہول المؤلف رہی، اور کسی نے اس کے صحیح اش کرنے کی کوشش نہیں کی۔ جرمن مستشرق بروکلمان (BROCKALMANN) نے پیرس شاکر کی کتاب المناظر کے مخطوطے کو ابن الہیثم کی کتاب المناظر سمجھتے ہوئے رزنر کی ایڈٹ OPTICAE THESAURI سے مقابلہ کیا، تو اُسے کوئی موافقت نظر نہ آئی۔ اپنے کے باعث اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ رزنر کی ایڈٹ کردہ OPTICAE THESAURUS کی کتاب المناظر کا ترجمہ نہیں ہے۔ یورپ میں بہت سے اہلِ علم یہ یقین کر بیٹھے کہ یہ ترجمہ نامی ایک دوسرے مؤلف کی کتاب کا ہے اور اسے ابن الہیثم کی کتاب المناظر سے کوئی واسطہ نہیں۔ کے کچھ عرصہ بعد ایک دوسرے جرمن مستشرق ویدمان (WIEDMANN) کو اچانک ۱۸۷۶ء یڈن کے ایک کتب خانے میں تنقیح المناظر لذوی الابصار والبصائر از کمال الدین ابوالحسن الفارسی (۱۳۲۰ء) کا مخطوطہ ہاتھ لگ گیا۔ اس نے اس مخطوطے کا OPTICAE THESAURUS قابلہ کیا تو ان دونوں میں کافی مطابقت پائی۔ وہ اس دریافت پر بہت خوش ہوا۔ اس کے مطالعہ طابق بجز چند مقامات کے جو ابوالحسن الفارسی کی شرح کے ہیں بقیہ تمام کتاب ابن الہیثم کی کتاب کے بق تھی۔ چنانچہ اس نے ابن الہیثم کی کتاب المناظر پر ایک جامع مضمون لکھا اور تنقیح المناظر سے ابلہ بھی کیا۔ اور ساتھ ہی تنقیح المناظر کے کچھ حصے جرمن ترجمہ کے ساتھ شائع کر دیئے[52]۔ یوں اہلِ یورپ کو ہوا کہ وہ کتاب جو قرونِ وسطیٰ سے فن بصریات میں اہلِ علم کی مرجع چلی آ رہی تھی دراصل ابن الہیثم کتاب المناظر تھی۔[53]

۵۱- P. BODE: DIE ALHAZENISCHE SPIEGEL AUFGABE, 1893
بحوالہ مصطفیٰ نصیف بک، ابن الہیثم وکشوفہ البصریۃ ج ۱ ص ۲۔

۵۲۔ مصطفیٰ نصیف بک: ابن الہیثم وکشوفہ البصریۃ ج ۱ مقدمہ۔

۵۳۔ WIEDMANN, ZU IBN AL HAITHAMS OPTIK, PUBLISHED IN ARCHEV FOR THE HISTORY OF NATURAL SCIENCES, VOL, iii, 1910, P P. 1-5
نیز اس تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: ابن الہیثم وکشوفہ البصریۃ از مصطفیٰ نصیف بک ج ۱ ص ۲-۴۔

کتاب المناظر کے علاوہ ابن الہیثم کی کئی کتابوں اور رسالوں کا یورپ کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا۔ تیرھویں صدی عیسوی کے اواخر میں ابن الہیثم کی کتب کی طرف اتنی توجہ ہو چکی تھی کہ کاسٹائل (CASTILE) کے حاکم الفانسو دہم (۱۲۵۲ - ۱۲۸۴ء) نے ابراھام الطلیطلی کو اس کام پر مامور کیا کہ وہ دیگر کتب کے علاوہ ابن الہیثم کی کتاب "فی ھیئۃ العالم" کا عربی سے ہسپانوی میں ترجمہ کرے۔ ابراہام کے اس ترجمے سے پھر لاطینی میں LIBRE DE MONDO ET COCLO DE MOTI BUSPLANETERUM کے عنوان سے ایک دوسرا ترجمہ کیا گیا۔[۵۴] ابراہام الطلیطلی نے ابن الہیثم کی کئی اور کتابوں کا براہِ راست عربی سے ہسپانوی یا لاطینی میں ترجمہ کیا۔[۵۵]

یعقوب بن ماہر بن تبون (JACOB B. MAHIR B. TIBBON) نے مذکورہ بالا کتاب فی ھیئۃ العالم کا تیرھویں صدی کے نصف آخر (۱۲۷۵ء یا ۱۲۷۱ء) میں براہِ راست عربی سے عبرانی زبان میں ترجمہ کیا۔[۵۶] اس عبرانی ترجمے سے ابراہام آف بلیمز (IBRAHEM DE BLAMES) متوفی ۱۵۲۳ء نے پندرھویں صدی کے نصف آخر میں لاطینی میں ترجمہ کیا۔[۵۷]

اس امر کا امکان ہے کہ اصولِ اقلیدس کی شرحیں جو ابن الہیثم اور الفارابی نے کی تھیں، ان کے موسیٰ بن تبون (MOSES BEN TIBBON) نے عبرانی زبان میں ترجمے کئے تھے۔[۵۸]

- فی ھیئۃ العالم کا اصل عربی سے عبرانی میں ایک ترجمہ سلمان بن پیٹر (SOLOMON. B. PETER) نے تقریباً اسی عہد میں کیا تھا۔[۵۹] اس کتاب کا ایک ترجمہ فارسی میں اور ایک کاسٹیلین (CASTILIAN)

۵۴- SARTON: VOL. 2, P. 835; E. A. MYERS, ARABIC THOUGHT AND THE WESTERN WORLD, NEW YORK, 1964, P. 108.

۵۵- الدمیلی: العلم عند العرب، ص ۴۷۳ ; SARTON: VOL. 2, P. 844

۵۶- SARTON: VOL. I. P. 254; VOL. 2, P. 844, 851; E. A. MYERS: P. 111

۵۷- SARTON: VOL. 2. P. 844

۵۸- SARTON: VOL. 2, P. 849

۵۹- E. A. MAYERS: P. 119; SARTON: VOL. 3, PART I, P. 130.

بھی ہوا تھا۔ [60]

تذکرہ ہو چکا ہے کہ ابن الہیثم کے ایک رسالہ کا ترجمہ جو شفق پر تھا، جیرار دی کریمونا نے
۔[61]

من مستشرق برمان (BÄRMANN) نے، جو ابن الہیثم کے کارناموں سے بہت دلچسپی
تھے، مقالہ فی الضوء (ABHANDLUNG ÜBER DAS LIGHT) مع جرمن ترجمہ
ن مستشرقین کے مشہور رسالے Z.D.M.G کی جلد ۳۶ میں ۱۸۸۲ء میں لائپزگ سے
کرایا۔ یہ مقالہ بعد میں قاہرہ سے ۱۹۳۷ء میں دوبارہ چھپا۔ [62]

ی جاک سِدیّو SIDILLOT (۱۷۷۷ - ۱۸۳۲ء) ابن الہیثم کی کتب سے دلچسپی رکھتے
۔ انہوں نے علم ریاضی پر ابن الہیثم کے چند رسائل کا فرانسیسی میں ترجمہ کیا۔ مگر اُسے چھپوانے تک
ت نے مہلت نہ دی۔ چنانچہ اس کے بعد اس کے بیٹے لوئیس (۱۸۰۸ - ۱۸۷۶ء) نے ان
ترجمہ رسائل کو ۱۸۳۴ء میں طبع کروا دیا تھا۔ [63]

ن ۱۸۹۴ء میں زوتر (SUTER) نے مقالہ فی تربیع الدائرہ کا جرمن ترجمہ (DIE
KREISQUADRATUR) ایک سلسلہ مطبوعات METHMATIK UND PHYSIK
کی جلد نمبر ۴۴ میں طبع کرایا تھا۔ [64]

ویدمان نے ۱۹۰۷ء میں ابن الہیثم کا رسالہ فی کیفیۃ الأظلال (ÜBER DIE BESCHAF-
FENHEIT DER SCHATTEN) کا مختصر ترجمہ BEITRAGE ZU
GESCHICHTE DER NATURWISSEVSCHAFT کی جلد نمبر ۱۳ میں

۶۰۔ ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM (NEW EDITION) ART IBN AL-HAITHAM

۶۱۔ العلم عند العرب، ص ۲۰۸۔

۶۲۔ ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM (NEW EDITION) ART. IBN AL-HAITHAM

۶۳۔ العقیقی: المستشرقون ط قاہرۃ ۱۹۶۴ء ص ۱۷۷۔

۶۴۔ SARTON, VOL. I, P. 720

طبع کرایا۔ [۶۵]

- اس کے بعد ۱۹۰۹ء میں ویدمان نے مذکورہ بالا سلسلہ مطبوعات کی جلد نمبر ۱۷ میں ابن الہیثم کے رسائل: فی المکان (ÜBER DEN ORT ODER RAUM)، فی مسئلۃ عددیۃ (ÜBER EIN ZAHLEN PROBLEM)، فی شکل بنی موسیٰ (UBER EINEN SATZ DER BANNE MUSA)، فی اُصول المساحۃ (UBER DIE ELEMENTE DES AUSMESSUNG) کے اقتباسات طبع کئے۔ [۶۶]
- فی المرایا المحرقۃ بالقطوع (ÜBER PARABOLISCHE HOHLSPIEGEL) کا جرمن ترجمہ ہائی برگ (HEIBERG) اور ویدمان دونوں نے بالاشتراک BIBLIOTHECAE METHAMATICAE کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳ کی جلد ۱۰، ۱۹۱۰ء میں طبع کیا۔ [۶۷]
- مندرجہ بالا سلسلہ مطبوعات کی جلد نمبر ۱۰ ہی میں ویدمان نے رسالہ فی المرایا المحرقۃ بالدوائر (UBER SPHÄRISCHE HOHLSPIEGEL) بھی طبع کرایا۔ [۶۸] ان کے علاوہ دو اور رسائل: صورۃ الکسوف اور ضوء الکواکب کو ویدمان نے ۱۹۱۴ء میں جرمن زبان میں منتقل کیا تھا۔ [۶۹]
- مقالہ: "فی ان الکرۃ اوسع الاشکال المجسمۃ التی احاطتہ متساویۃ و ان الدائرۃ اوسع الاشکال المسطحۃ التی احاطتہ متساویۃ" کو دلگن (H. DILGAN) نے ۱۹۵۹ء میں ترجمے اور تشریح کے ساتھ (ACTES IXe CONGRES INTERNATIONAL D'HIST. DES SCIENCES) میں چھاپا ہے۔ [۷۰]
- زوتر نے ۱۹۱۲ء میں ابن الہیثم کا رسالہ مساحۃ المجسم المکافی (ÜBER DIE AUSME-SSUNG DES PARABOLIDES) مع ترجمہ و شرح (BIBLIOTHECAE

۶۵۔ اُردو دائرۂ معارف اسلامیہ، ابن الہیثم۔

۶۶۔ ایضاً۔ ۶۷۔ ایضاً۔ ۶۸۔ ایضاً۔

۶۹۔ مصطفیٰ نصیف بک: ابن الہیثم وکشوفہ البصریۃ۔ ج ۱ مقدمہ، ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM (NEW EDITION), ART: IBN AL-HAITHAM.

۷۰۔ ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM (NEW EDITION), ART: IBN AL-HAITHAM.

MATHEMAT کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳ کی جلد نمبر ۱۲ میں چھاپا۔[۷۱]

ائی (C. SCHAY) نے "فی ارتفاع القطب" نامی رسالہ کا ۱۹۲۰ء میں جرمن میں ترجمہ کیا۔

استخراج سمت القبلۃ" (ÜBER DIE BESTIMMUNG DER RICH-

-TUNG DER QI) کا ترجمہ Z. D. M. G کی جلد نمبر ۷۵ (۱۹۲۱ء) میں چھپوایا۔[۷۲]

ہ بالا جرمن مستشرق شائی ہی نے رسالہ، ماهیۃ الأثر الذی علی وجہ القمر (ÜBER DIE

NATUR DER SPUREN (FLECKEN) DIE MAN AUF DIE OB

-FLACHE DES MONDES SUC) بمقام ہان اوور (HANNOVER) سے

۱۹۲۰ء میں طبع کیا۔[۷۳]

من مستشرق SCHRAMM نے بھی ایک رسالہ فی المکان والزمان غالباً ۱۹۶۸ء میں مع

رجمہ چھپوایا ہے۔

جہاں تک ہمیں علم ہے اس مصنف کی مشہور و معروف کتاب المناظر اصل حالت میں آج تک نہ

پہلے چھپی ہے اور نہ مشرق سے۔ ہاں اس کے کچھ اقتباسات مختلف سے چھپتے رہے ہیں۔ البتہ متن

چھ کی اور شرح کے ساتھ یہ کتاب حیدرآباد دکن (ہندوستان) سے چھپ چکی ہے۔ تنقیح المناظر

ی الابصار و البصائر[۷۴] از کمال الدین ابوالحسن الفارسی متوفی ۷۲۰ھ/۱۳۲۰ء مذکورہ مقام

۱۳۴۷ھ میں چھپی ہے۔ اس کے آخر میں یہ رسائل بھی چھپے ہیں:

۷۱۔ دائرہ معارف اسلامیہ: ابن الہیثم۔

۷۱- SARTON VOL. I, P 720,

۷۳۔ ایضاً۔

۷۴۔ یہ کتاب المناظر ابن الہیثم کی شرح ہے۔ اس میں ابن الہیثم کی بات کو "قال" سے اور شارح نے اپنے قول کو "اقول" سے شروع کیا ہے۔ الفارسی نے اس میں کتاب المناظر کی بیک وقت شرح، تعلیق، استدراک اور نقد کیا ہے۔ بعض مقامات پر ابن الہیثم کے اقوال کو اختصار سے اور کہیں تفصیل کے ساتھ درج کیا ہے۔ الفارسی نے بعض امور میں ابن الہیثم کے خیالات پر اضافہ بھی کیا ہے۔

[redacted]

۱۔ فی الکرۃ المحرقۃ۔ ۲۔ فی الأثرین۔

۳۔ فی الاظلال۔ ۴۔ فی صورۃ الکسوف۔

یہ رسائل دراصل ابوالحسن الفارسی کی زبانی میں ابن الہیثم ہی کے رسائل ہیں۔

ان کے علاوہ حیدرآباد دکن ہی سے مشہور مستشرق کرنکو کی زیرِ نگرانی ابن الہیثم کے مندرجہ ذیل رسائل طبع ہو چکے ہیں:۔

۱۔ فی أضواء الکواکب۔ ۲۔ الضوء۔

۳۔ المرایا المحرقہ بالقطوع۔ ۴۔ المرایا المحرقہ بالدوائر۔

۵۔ المکان۔ ۶۔ شکل بنی موسیٰ۔

۷۔ المساحۃ۔ ۸۔ ضوء القمر۔

یہ رسائل تو ۱۳۵۸ھ میں چھپے ہیں مگر ایک رسالہ: فی خواص المثلث من جہۃ العمود ۱۳۶۶ھ میں چھپا ہے۔ ان سب رسائل کا اُردو ترجمہ ہمدرد فاؤنڈیشن نے حال ہی میں شائع کیا ہے۔

۶

ابن الہیثم کی مطبوعہ کتب کے بارے میں جو کچھ معلوم ہو سکا ہے وہ اوپر بیان کیا گیا۔ اب ہم ان کے مختلف مخطوطات کے بارے میں عرض کریں گے۔

۱۔ ابن الہیثم کی کتب کے مخطوطات جو دنیا کی مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں۔ بروکلمان نے انھیں اپنی کتاب GESCHICHTE DER ARABISCHE LITRATUR کی پہلی جلد کے صفحات ۶۱۸ تا ۶۱۹، اور اس کے ضمیمہ کی جلد نمبر ۱ کے صفحات ۸۵۱ - ۸۵۴ اور ضمیمہ کی جلد نمبر ۳ کے صفحہ نمبر ۱۲۴۰ پر پوری تفصیل سے بیان کیا ہے۔[۷۵]

۲۔ چسٹر بیٹی (CHESTER BEATY) لائبریری ڈبلن میں بھی مندرجہ ذیل مخطوطات موجود ہیں:

۷۵۔ یہ کتاب بریل سے چھپی ہے مگر سن طباعت الگ الگ ہے۔ کتاب کی پہلی جلد ۱۹۴۳ء، ذیل کی پہلی ۱۹۳۷ء اور ذیل کی تیسری جلد ۱۹۴۲ء کا ایڈیشن ہے۔

لۃ فی کیفیات الرصاد ۔ [٧٦]

الہ فی التحلیل والترکیب ۔ [٧٧]

ل میں عربی مخطوطات کا ذخیرہ دنیا بھر کے عربی مخطوطات کے ذخائر سے زیادہ ہے۔ یہاں الہیثم کی کتابوں کے بہت سے مخطوطات ہیں۔ ان مخطوطات کے بارے میں اگرچہ برو کلمان شان دہی کی ہے مگر ہ۔ دلگن (H. DILGAN) نے خاص طور پر ١٩٥٥ء میں لکے رسالہ BULLETIN OF TECHNICAL UNIVARSETY OF ISTANBL کی جلد نمبر ٨ کے صفحات ٣٦ تا ٤١ میں پوری تفصیل دی ہے۔

ے علاوہ ابن الہیثم کے ایک رسالہ: تربیع الدائرہ کا ایک مخطوطہ کتب خانہ دانش ملی طہران ں موجود ہے۔ [٧٨]

لکتب المصریہ میں بھی ابن الہیثم کی کتابوں کے مندرجہ ذیل مخطوطات موجود ہیں:

رسالۃ فی البحث عن حقائق الأمور الموجودۃ فی ماہیۃ المکان ۔ [٧٩]

۔ رسالۃ فی تربیع الدائرہ ۔ [٨٠]

۔ رسالۃ فی سمت القبلۃ ۔ [٨١]

۔ رسالۃ فی وجود خطین یقربان ولا یلتقیان ۔ [٨٢]

گرچہ ابن الہیثم کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ شاعر بھی تھے یا نہیں، تاہم ان کی طرف

۔ فہرست عربی مخطوطات ج ٦ ص ١٥ مجموعہ نمبر ٤٥٤٩ ۔

۔ فہرست عربی مخطوطات ج ٣ ص ٦٠ مجموعہ نمبر ٣٦٥٢ ۔

۔ فہرست کتاب خانہ دانش ملی (اہدائی آقا سید محمد شکوہ) ج ٣ حصہ دوم ص ٨٥٣/٨٥٤

٧۔ فہرس مخطوطات دار الکتب المصریہ (٢٥ - ٥٥ء) ط الدار ج ١ ص ٣٤٧ ۔

٨۔ ایضاً ۔ ج ١ ص ٣٨٢ ۔

٨١۔ ایضاً ۔ ج ١ ص ٣٩٧ ۔

٨٢۔ ایضاً ۔ ج ١ ص ٤٢٦ ۔

[redacted]

منسوب ایک رسالہ اسکوریال میں موجود ہے، جو قصیدہ عینیہ ہے اور اس کا موضوع منطقۃ البروج سے متعلق ہے۔ [۸۳]

اتنا بڑا سرمایہ جس شخص نے دنیائے سائنس کو دیا ہے اس کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے قدری طوغان لکھتے ہیں:

ویمکن القول ان ابن الہیثم ھو من عباقرۃ العالم الذین قدموا خدمات لا تثمن للعلوم۔ ومن یطلع علی مؤلفاتہ ورسائلہ تتجلی لہ المآثر التی اُورثھا الی الأجیال التراث القیم الذی خلفہ للعلماء والباحثین مما ساعد کثیراً علی تقدم الضوء الذی یشغل فراغ کبیراً فی الطبیعۃ والذی لہ اتصال وثیق بأھم المخترعات والمکتشفات، والذی لولاہ لما تقدم علماء الفلک والطبیعۃ تقدمھا العجیب، تقدماً مکن الإنسان من الاطلاع علی ما جری فی الأجرام السماویۃ من موحشات ومحیرات۔ [۸۴]

۸۳۔ علوم سائنس کا رسالہ ISIS کی جلد XVIII ص ۱۷۱ (۱۹۳۲ء)۔

۸۴۔ تراث العرب العلمی از قدری طوغان ط قاھرۃ ۱۹۶۳ء ص ۲۷